

مکرمی حضرت مفتی محمد  
السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

① کیا فرماتے ہیں علمائے کرام: بیچ اس مسئلے کے کہ  
ایک آدمی کا دودھ کا کاروبار کرتا ہے اور دودھ کے سلسلے  
میں بھینس کے باڑے والوں سے واسطہ پڑتا ہے  
چنانچہ بھینس کا دودھ گوارے نکالتے ہیں اب کبھی ایسا ہوتا ہے  
کہ بھینس کے تھن زخمی ہوتے ہیں جب دودھ نکالتے ہیں تو ساتھ  
میں خون کے چھچھڑے بھی دودھ میں نکل کر شامل ہو جاتے ہیں کبھی  
تو دودھ نکالنے والے کو بھی پتہ چل جاتا ہے اور اکثر اس کو بھی پتہ نہیں  
چلتا اس کا علم اس وقت ہوتا ہے جب دودھ کو باریک کپڑے سے  
چھاننا جائے۔

اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اس دودھ کا استعمال کرنا جائز ہے  
② خون کے چھچھڑے نکل کر دودھ میں شامل ہونے سے دودھ مکروہ  
یا ناپاک تو نہیں ہوا۔

③ اور اگر سوال یہ ہے کہ کبھی تھنوں سے ہلکا بھلا خون بھی  
نکل آتا ہے اور اس کا علم دودھ کی ہلکی سی رنگت تبدیل ہونے سے  
پتہ لگتا ہے۔ تو ایسے دودھ کا کیا حکم ہے۔

شرعی حکم بیان فرما کر احقر عظیم کے مستحق قرار دیا میں

والسلام

المفتی

محمد عارف قریشی

8-7-10

بمعرفت  
حامد شکیل



مدرس جامعہ عربیہ ریاض العلوم

حیدرآباد سندھ

## الجواب بعون ملهم الصواب

(۱) فقہاء کرام رحمہم اللہ نے دفع حرج کی ضرورت سے اس دودھ کو پاک قرار دیا جس میں دودھ نکالتے وقت اونٹ یا بکری کی ایک دو میٹگی گر گئی ہوں اور پھر اسی وقت نکال دی گئی ہوں، اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر بھینس کا دودھ نکالتے وقت خون کے ایک دو چیچڑے گر گئے ہوں اور چیچڑے اس قدر خشک ہوں کہ دودھ میں حل نہ ہوئے ہوں بلکہ اس سے پہلے ہی نکال دئے گئے ہوں تو اس صورت میں دودھ پاک ہے لیکن اگر چیچڑے دودھ میں حل ہو گئے ہوں یا اس کا کچھ حصہ حل ہو گیا ہو یا دودھ نکالنے کے وقت کے علاوہ کسی دوسرے وقت میں گرے ہوں تو بہر صورت دودھ ناپاک ہو گیا۔

فی الدر المختار - ( ۱ / ۲۲۱ )

" ( وبعرتي إبل وغنم كما ) يعنى ( لو وقعتا في محلب ) وقت الحلب ( فرميتا ) فوراً قبل تفتت وتلون والتعبير بالبعرتين اتفاقي لأن ما فوق ذلك كذلك ذكره في الفيض وغيره ولذا قال ( قيل القليل المغفور عنه ما يستقله الناظر والكثير بعكسه وعليه الاعتماد ) كما في الهداية وغيرها لأن أبا حنيفة لا يقدر شيئاً بالرأى "

وفى حاشية ابن عابدين - ( ۱ / ۲۲۱ )

قوله ( وبعرتي إبل وغنم ) أي لا نزع بما وهذا استحسان قال في الفيض فلا ينحس إلا إذا كان كثيراً سواء كان رطباً أو يابساً صحيحاً أو منكسراً ولا فرق بين أن يكون للبئر حاجز كامل أو لا كالفلوات هو الصحيح اهـ وفي التاترخانية ولم يذكر محمد في الأصل روث الحمار والخثي واختلفوا فيه فقليل ينحس ولو قليلاً أو يابساً وقيل لو يابساً فلا وأكثرهم على أنه لو فيه ضرورة وبلوى لا ينحس وإلا ينحس اهـ مطلب في الفرق بين الروث والخثي والبر والخرد والنحو والعذرة فائدة قال نوح أفندي الروث للفرس والبغل والحمار والخثي بكسر فسكون للبقر والقليل والبر للإبل والغنم والخرد للطيور والنحو للكلب والعذرة للإنسان قوله ( في محلب ) بكسر الميم ما يحلب فيه قاموس قوله ( وقت الحلب ) فلو وقعت في غير زمان الحلب فهو كوقوعها في سائر الأواني فتنحس في الأصح لأن الضرورة إنما هي زمان الحلب لأن من عادتها أن تبعر ذلك الوقت والاحتراز عنه عسير ولا كذلك غيره اهـ شارح منية قوله ( قبل تفتت وتلون ) قال في العناية تبعاً للخانية فلو تفتت أو أخذ اللبن لو لم ينحس اهـ

فقال قوله ( والتعبير بالبعرتين ) أي في مسألتي البئر والمحلب كما إفادته في الشربلالية عن الفيضي قوله ( اتفاقي ) اعلم أن بعضهم فهم من تقييد محمد في الجامع الصغير بالبعرة أو البعرتين أنه احتراز عن الثلاث بناء على أن مفهوم العدد في الرواية معتبر قال في البحر وهذا الفهم إنما يتم لو اقتصر محمد على ذلك مع أنه قال لا يفسد ما لم يكن كثيراً فاحشاً والثلاث ليس بكثير فاحش كذا نقل عبارة الجامع في المحيط وغيره اهـ فأشار الشارح إلى أن قول المصنف وبعرتي إبل وغنم المراد منه القليل لا خصوص الشتين وحمل قوله وقيل الخ على بيان حد القليل والكثير ليفيد أن ذلك ليس قولاً آخر كما قد يتوهم وإنما عبر عنه المصنف بقوله وقيل ليفيد وقوع الخلاف في حده فإن فيه أقوالاً صحح منها قولان أرجحها هذا والثاني أن ما لا يخلو دلو عن بكرة فهو كثير صححه في النهاية وعزاه إلى المبسوط فافهم قوله ( ذكر في الفيض ) لم يصرح في الفيض بهذه العبارة وإنما يفهم من قوله إلا إذا كان كثيراً كما قدما



قوله ( وعليه الاعتماد ) وصححه في البدائع والكافي وكثير من الكتب بحر وفي النفيض وبه ينقضي قوله ( لا يقدر الخ ) أي إن عادة الإمام رحمه الله تعالى أن ما كان محتاجا إلى تقدير بعدد أو مقدار مخصوص ولم يرد فيه نص لا يقدره بالرأي وإنما يفوضه إلى رأي المبتلى فلذا كان هذا القول أرجح

(۲) سوال کا مقصد بظاہر یہ ہے کہ منجمد چیڑہ دودھ میں گرنے کے بعد اگر حل ہو کر دودھ میں شامل جائے تو کیا حکم ہے؟ تو اس کا جواب اوپر آچکا ہے کہ دودھ ناپاک ہو جائیگا۔

(۳) خون کا ایک قطرہ بھی دودھ میں گرنے سے دودھ ناپاک ہو جائیگا لہذا اگر دودھ میں خون گرنے کا یقین یا گمان غالب ہو تو اس صورت میں دودھ ناپاک ہو گا۔ البتہ اس دودھ کو پاک کرنے کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ جتنا دودھ ہو اتنا پانی اس میں ڈال کر جوش دیا جائے یہاں تک کہ پانی ختم ہو کر صرف دودھ رہ جائے۔ یہی عمل دو مرتبہ اور کیا جائے تو تین مرتبہ کے اس عمل سے دودھ پاک ہو جائیگا۔

لیکن واضح رہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جب دودھ میں خون گرنے کا یقین یا گمان غالب ہو، اگر خون گرنے کا یقین یا گمان غالب نہ ہو بلکہ صرف شبہ اور وہم ہو تو دودھ پاک ہے اس لئے اس صورت میں محض دودھ کی ہلکی سی رنگت تبدیل ہونے کو دودھ کے ناپاک ہونے کی بنیاد نہیں بنایا جاسکتا ہے۔

فی الدر المختار - ( ۱ / ۳۳۴ )

"ويطهر لبن وعسل ودهن يغلي ثلاثا ولحم طبخ بخمر يغلي وتبريد ثلاثا وكذا دجاجة ملقاة حاله على الماء للنتف قبل شقها فتح"

وفی حاشیة ابن عابدین - ( ۱ / ۳۳۴ )

"مطلب في تطهير الدهن والعسل قوله ( ويطهر لبن وعسل الخ ولو تمجس العسل فتطهيره أن يصب فيه ماء بقدره فيغلي حتى يعود إلى مكانه والدهن يصب عليه الماء فيغلي فيعلو الدهن الماء فيرفع بشيء هكذا ثلاث مرات ) وهذا عند أبي يوسف خلافا لحمد وهو أوسع وعليه الفتوى كما في شرح الشيخ إسماعيل عن جامع الفتاوى وقال في الفتاوى الخيرية ظاهر كلام الخلاصة عدم اشتراط التثليث وهو مبني على أن غلبة الظن مجزئة عن التثليث وفيه اختلاف تصحيح ثم قال إن لفظه فيغلي ذكرت في بعض الكتب والظاهر أنها من زيادة الناسخ فإن لم تر من شرط لتطهير الدهن الغليان مع كثرة النقل في المسألة والتبع لها إلا أن يراد به التحريك مجازا فقد صرح في مجمع الرواية وشرح القدوري أنه يصب عليه مثله ماء ويحرك فتأمل ۱ هـ - والله اعلم بالصواب

شاہ محمد تقی علی

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

۱۲۳۵ / ۱۲۳۱



الحمد لله  
احمد محمد عظیم غفر الله  
۱۲۳۵ / ۱۲۳۱

